کیفِ بغداد

کلام

تقدس مآب سیدنا سیف الکلام

اعلیحضرت قطب الاولیأ شاہ فاتل رح

قادری لکھنوی ثم الاجمیری

ناشر

الحاج مولوی احسان الحق ایڈوکیٹ ایم اے ایل ایل بی

۱۰ کوٹ چیمبر مقابل سٹی کورٹ۔ کراچی

(مطبوعہ منشہور پریس کراچی)

پیشکش

کون جانتا تھا کہ اعلیٰحضرت سید میر محمد احمد صدیق قائل [illegible]ری،
چشتی، ابو العلائی رحمۃ اللہ علیہ بتاریخ ۱۲ جنوری سنہ ۱۹۰۵ء بمقام لکھنؤ پیدا ہو کر
الطاف خداوندی و فضل ایزدی سے مالا مال ہو کر نہ صرف وہ ایک کامل بزرگ
صوفی، مبلغ و سوشل ریفارمر ہی نہیں رہیں گے بلکہ باکمال شاعر ہونگے
اور ان کے نعتیہ کلام و سلام عاشقانِ رسول کے لئے ہمیشہ ہر ملک میں
اور ہر زمان میں روح کے لئے تازگی کا باعث ہوں گے۔ انہوں نے
۹ دسمبر سنہ ۱۹۵۰ء مطابق ۲۸ صفر المظفر سنہ ۱۳۷۰ھ کو اس دارِ فانی سے
بمقام کراچی کوچ کیا ان کے اذکار، اقوال، نعتیہ کلام تا ابد زندہ
رہیں گے۔ یہی وجہ ہے کہ ہر خاص و عام آپ کی درگاہ بمقام عیدگاہ
میدان بندر روڈ کراچی ہر آن و ہر وقت خراجِ تحسین پیش کرتے ہیں
اور فیوض و برکات حاصل کرتے ہیں۔

"کیفِ بغداد" انسانی روح کی کثافت دور کرنے کیلئے
تریاق کا اثر رکھتی ہے۔ مولانا سید میر محمد رضا الانبیاء صاحب رومی،
قادری، خلف اکبر سجادہ نشین شاہ قائل رحمت اللہ علیہ سے مجھے
نیاز حاصل ہوا۔ کیفِ بغداد کے مسودہ کو دیکھ کر میرا دل قائل
کے روحانی عظمتوں سے مسحور ہوا، اور بغرض ایصالِ ثواب اپنے پدر
بزرگوار عاشقِ احمد مختار جناب قبلہ مستار علی صاحب مرحوم جن سے
مجھے ازحد محبت تھی طبع کرانا اپنا فرض منصبی جانا

حق پرستی و حق شناسی ہی روحِ انسان کو جگمگاتی ہے
عظمتوں کے چراغ جلتے ہیں آدمیت فروغ پاتی ہے

ناظرین سے دعاءِ مغفرت کا طالب
احسان الحق ایڈووکیٹ عفی عنہ

6/4/63

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

ہے خاموش مدحت سرائے محمدؐ
کہ حمدِ خدا ہے ثنائے محمدؐ

خدا جانے اسریٰ کے اسرار کیا تھے
کہ پل میں گئے اور آئے محمدؐ

ازل سے ابد تک ہے مسجودِ عالم
زہے عظمتِ نقشِ پائے محمدؐ

تجلی گہہ حق بنا طورِ سینا
مدینہ ہے جلوہ سرائے محمدؐ

گنہگاروں نے حشر سر پر اٹھایا
یہ کہہ کر وہ آئے وہ آئے محمدؐ

اسے خوفِ خورشیدِ محشر نہیں ہے
کہ امت ہے زیرِ لوائے محمدؐ

قسم ہے تجھے اپنی عظمت کی یارب
کرم ہو ادھر بھی برائے محمدؐ

بتا دیگی تفسیرِ وَاللَّیل تم کو
رسائی زلفِ رسائے محمدؐ

چلے گا نہ قاتل پہ خنجر کسی کا
ازل ہی سے ہے وہ فدائے محمدؐ

اے خیرِ اُمم اُمتِ سلطانِ مدینہ
دل سے نہ مٹے اُلفتِ سلطانِ مدینہ

ہے بعدِ خدا مرتبتِ ختمِ رسالت
ہے نامِ خدا عظمتِ سلطانِ مدینہ

ایماں جسے کہتے ہیں وہ اُلفت ہے نبی کی
مل جائے جسے نعمتِ سلطانِ مدینہ

تا حشر اسی غم میں سیہ پوش ہے کعبہ
مکے سے ہوئی ہجرتِ سلطانِ مدینہ

ہوتی رہیں محشر میں ادا حشر کی رسمیں
تکتے رہے ہم صورتِ سلطانِ مدینہ

ادنیٰ سے اشارے پہ ہوئی بخششِ اُمت
اے صلِّ علیٰ رحمتِ سلطانِ مدینہ

کیا طور کے جلووں کی کروں گا میں تمنا
حاصل ہے مجھے رویتِ سلطانِ مدینہ

خاموشی قیامت میں قیامت کی ہے قائل
یہ رعب ہے یہ ہیبتِ سلطانِ مدینہ

تیرا شیدا سلام کہتا ہے
غم کا مارا سلام کہتا ہے

اپنی اپنی سب عرض کرتے ہیں
کون کس کا سلام کہتا ہے

آپ سن لیں تو بس خدا سن لے
ایک بندہ سلام کہتا ہے

اے مدینہ کے شاہ صلِّ علیٰ
ربِّ کعبہ سلام کہتا ہے

باعثِ کائنات کیا کہنا
ذرّہ ذرّہ سلام کہتا ہے

آ کے جبریلؑ نے یہ عرض کیا
حق تعالیٰ سلام کہتا ہے

قافلِ زار کو جواب تو دو
یہ ہمیشہ سلام کہتا ہے

محبوبِ حق سے چاہ کئے جا رہا ہوں میں
بخشش کی اپنے راہ کئے جا رہا ہوں میں

سجدے کئے ہیں حسرتِ دیدارِ یار میں
دہلیز کو گواہ کئے جا رہا ہوں میں

جچتی نہیں نظر میں دو عالم کی نعمتیں
تیری طرف نگاہ کئے جا رہا ہوں میں

ہے داغ داغ فرقتِ زہرہ جبیں میں دل
ہر داغ رشکِ ماہ کئے جا رہا ہوں میں

یہ انتہا ہے میرے جنونِ مجاز کی
ہر کوہسار کاہ کئے جا رہا ہوں میں

تم ہی کہو جفا کے سوا اور کیا کیا
پھر بھی وہی نباہ کئے جا رہا ہوں میں

قاتل نے جان دی گئی تیری راہ میں
قاتل تجھے گواہ کئے جا رہا ہوں میں

روح بخشِ انس و جاں ہے عیدِ میلاد النبی
زینتِ کون و مکاں ہے عیدِ میلاد النبی

از زمیں تا آسماں ہے عید میلاد النبی
بلکہ فخرِ قدسیاں ہے عیدِ میلاد النبی

رازدارِ کن فکاں ہے عیدِ میلاد النبی
مظہرِ کون و مکاں ہے عیدِ میلاد النبی

خوش کن پیر و جواں ہے عیدِ میلاد النبی
نازشِ ہر دو جہاں ہے عید میلاد النبی

آج عصیاں کاریاں اُمت کی بخشی جائیں گی
رحمتِ حق بے گماں ہے عید میلاد النبی

کونسی شے کی کمی مہمانِ جنت پائیں گے
خلد میں جب میزباں ہے عید میلاد النبی

دور ہو جائے گا دنیا سے اندھیرا کفر کا
ہر طرف جلوہ فشاں ہے عید میلاد النبی

آج ہر مومن کے گھر میں ہو رہا ہے جشن عید
لوگ کہتے ہیں کہاں ہے عید میلاد النبی

اے امین ایمان کے اندھوں کی آنکھیں کھل گئیں
ذرہ ذرہ سے عیاں ہے عیدِ میلاد النبی

گلشنِ جنت میں یہ آرائشیں زیبائشیں
تیری گلکاری عیاں ہے عیدِ میلاد النبی

اک دوامی زندگی بخشی گئی اسلام کو
کیا حیاتِ جاوداں ہے عیدِ میلاد النبی

اب کرم سے بخشوا دے اپنے خالق سے ہمیں
کیا خیالِ ایں و آں ہے عیدِ میلاد النبی

گوش بر آواز ہیں حور و ملک جن و بشر
واہ کیا تیرا سماں ہے عیدِ میلاد النبی

مستیاں برسا رہا ہے ابرِ رحمت جا بجا
کیفِ بخشِ انس و جاں ہے عیدِ میلاد النبی

مرحبا صلِّ علیٰ کہتی ہے ساری کائنات
از مکاں تا لامکاں ہے عیدِ میلاد النبی

حور و غلماں قصرِ رضواں تیری اُمت کے لئے
ساری جنت میزباں ہے عیدِ میلاد النبی

علم و حکمت سب ملے ہیں تیرے صدقے میں ہمیں
دین کی روحِ رواں ہے عیدِ میلاد النبی

آج قائل ہو نہ ہو بخشش کی دعائیں تیز تھیں
ورنہ کیوں نوکِ زباں سے ہے عیدِ میلاد النبی

اللہ اللہ یہ مراتب اور یہ شانِ حضور — حاملانِ عرش بھی ہیں زیرِ فرمانِ حضور
میری نظروں سے کوئی دیکھے ذرا شانِ حضور — عرش سے اعلیٰ نظر آتے ہیں ایوانِ حضور
حشر میں اس ٹھاٹھ سے ہونگے غلامانِ حضور — سر پہ ظلِ عاطفت ہاتھوں میں دامانِ حضور
کتنے مستغنی ہیں کتنے سخی ہیں اے سخی — قصرِ جنت بخشدیتے ہیں غلامانِ حضور
پاؤں تک اب عرش پر رکھتے نہیں ہیں ناز سے — ہاتھ آیا ہی فرشتوں کے جو دامانِ حضور
ہوش آئے کیوں رہیگا حشر تک مستِ الست — پی چکا ہی جو ازل سے جامِ عرفانِ حضور

اور کیا یہ جان اپنی در پہ کردیگا نثار
قائلِ خستہ جگر مل جائے جو فرمانِ حضور

زہے شانِ رفعت مآبِ محمدؐ — کہ بعدِ خدا ہیں جنابِ محمدؐ
وہ سردارِ کونین نورِ سراپا — ہے لیٰس و طٰہٰ خطابِ محمدؐ
تری ہر ندا پر ہے حسنِ اطاعت — ہے لبیک یا رب جوابِ محمدؐ
جو برسے تو رحمت نہ برسے تو رحمت — وہ ابرِ کرم ہے سحابِ محمدؐ
ہے نور السمٰوات والارض شاہد — دو عالم میں ہی آفتابِ محمدؐ
محمدؐ رسولوں میں ہیں سب سے اوّل — صحیفوں میں آخر کتابِ محمدؐ

ہے جس طرح اللہ کی ذات یکتا
ہے بے مثل ذاتِ جنابِ محمدؐ

کھلے صاف رازِ احد اور احمدؐ
جو اُٹھ جائے رُخ سے نقابِ محمدؐ

اسی میں تو ہے محمد کا نور پنہاں
ہے میمِ محمدؐ حجابِ محمدؐ

گری بدر میں دوشِ والا سے کملی
دُعاؤں میں یہ اضطرابِ محمدؐ

تھی پروازِ جبریلؑ یوں تا بہ سدرہ
کہ تھامے ہوئے تھے رکابِ محمدؐ

وہ فخرِ رسالت وہ فخرِ نبوت
ہیں قاتلؔ کے آقا جنابِ محمدؐ

جو ذکرِ شاہِ شہیداں سنائے جاتے ہیں
سلامی عرش کے پائے ہلائے جاتے ہیں

علی کے شیر فرس کو بڑھائے جاتے ہیں
زہے جلال کہ میداں پہ چھائے جاتے ہیں

تنِ حسین پہ ناوک چلائے جاتے ہیں
نشانِ حق کو نشانہ بنائے جاتے ہیں

جنابِ اکبرِ ذی شان ہیں کہ نورِ خدا
نظر میں دشمنوں کی بھی سمائے جاتے ہیں

گھرے جو نرغہ میں اکبر تو بولے اہلِ حرم
عدو شبیہِ پیمبر مٹائے جاتے ہیں

وہ جن کے صدقے میں آزاد ہو گئی کُل اُمت
وہی اسیرِ سلاسل بنائے جاتے ہیں

ہے ہر ذرۂ خاکِ زمینِ کرب و بلا
یہ اوج قصرِ امامت کے پائے جاتے ہیں

سرِ حسین جو دیکھا تو شامیوں نے کہا
لعین نیزہ پہ قرآن اُٹھائے جاتے ہیں

غمِ حسین کو ہم ضبط تو کریں قاتلؔ
مگر یہ آنکھ میں آنسو جو آئے جاتے ہیں

تشنہ دہن جہاں سے شہِ کربلا گئے
پھر دشمنوں کو تیغ کا پانی پلا گئے

اے مجرئی حسین جو میداں میں آ گئے
پھر سے علی کی تیغ کے جوہر دکھا گئے

اے مجرئی وہ صبر کے جوہر دکھا گئے
جلوے نظر میں خلق محمدؐ کے آ گئے

تاری کچھ اس طرح ہو ٹھنڈے لبِ فرات
عباس جیسے تیغ کی بجلی گرا گئے

حجت کو ختم کر کے شہِ دیں نے یہ کہا
اب یہ خدا رسول سے اہلِ جفا گئے

ہے موت اصل زندگی اور زندگی ہے موت
شبیر زندگی کی حقیقت بتا گئے

شبیر کی وفا پہ وفا کو بھی فخر ہے
پیری میں عہدِ طفلی کا وعدہ نباہ گئے

سب لشکری فرات کا منہ دیکھتے رہے
سرکار پی کے جرعہ آبِ بقا گئے

یوں امتحان میں ہوئے شبیر کامیاب
جن و ملک بھی دیکھ کے حیرت میں آ گئے

صد حیف انکی آل کو پانی نہیں ملا
عالم میں رحمتوں کے جو دریا بہا گئے

ہو جائے گی زیارتِ سبطِ نبی ہمیں
قائلؔ ہم اس جہاں سے محشر میں آ گئے

ہوا جب عزم قدرت شان غفاری نمایاں ہو
سپہرِ معرفت پر اک نیا مہرِ درخشاں ہو
زمیں کا ذرہ ذرہ رشکِ فردوس بن جائے
فلک کا گوشہ گوشہ جسکی تابانی سے تاباں ہو

جہاں میں ہر جبل روشن مثالِ طور ہو جائے
کہ غنچوں کے تبسم سے چمن میں صبح خنداں ہو

امیرِ وقت کی ہے منتظر مسندِ شریعت کی
جو ہر امرِ شریعت کے لیئے مامورِ فرماں ہو

کرے وہ تاجدارِ ملکِ دیں یوں بزم آرائی
کہ پھر تختِ طریقت رشکِ تختِ سلیماں ہو

صفات و ذات اک مرکز پہ آجائیں تجلی کو
کہ بزمِ عالمِ امکاں میں روشن شمعِ عرفاں ہو

زمینِ اتقا پر ہر طرف ظلمت سی چھائی ہے
ضرورت ہے کہ خورشیدِ حقیقت نور افشاں ہو

ہوئی ہر پیکرِ حسنِ عمل پر مردنی طاری
نصیب امت کو پھر تازہ حیاتِ دین و ایماں ہو

یہ وقت ایسا ہے دن ایسا مکاں ایسا زماں ایسا
کہ جلد از جلد سب کو راہ پر لانے کا ساماں ہو

گھٹائیں دہریت کی چھا رہی ہے اہل ایماں پر
دوبارہ ملتِ اسلام کی شمع فروزاں ہو

مفخر ایک ہستی کو ہمیں مبعوث کرنا ہے
جو شانِ اُمّتی رکھتے ہوئے فخرِ رسولاں ہو

قدم ہو پیروِ نقشِ کفِ پائے نبی جس کا
کہ ہر گفتار جس کی معنئے آیاتِ قرآں ہو

لبِ جاں بخش سے مردہ دلوں کو جو کرے زندہ
جو اس دنیائے امکاں کے لئے عیسئ دوراں ہو

جہاں میں جس سے ہو پھر چشمۂ صدق صفا جاری
قلوبِ اہلِ ایماں کے لئے جو آبِ حیواں ہو

رہے گی جس کی ہستی کعبۂ اہلِ رضا بنکر
کہ جس کی ذاتِ عالی وجہِ فخرِ اہلِ ایماں ہو

پڑھائے پھر سبق انسانیت کا نوعِ انساں کو
وہ شاہِ اولیاء و اصفیا ہو شاہِ عرفاں ہو

وہ ہو غوثِ جہاں قطبِ زماں اسرارِ یزدانی
کہ جس سے شانِ اسلامی ہویدا ہو نمایاں ہو

توکّل میں ہو سرمایہ گلیمِ فقر ہی جس کا
جو ایسا بے سر و ساماں ہو وہ ہی میر ساماں ہو

جسے دنیا و دیں میں کوئی حسرت ہی نہ ہو باقی
بس اِک ناناکی اُمّت بخشوا لینے کا ارماں ہو

وہ قادر عبد قادر ہو یہ سب اوصاف ہوں اسمیں
محی الدین و ملّت ہو محی الدین و ایماں ہو

اک ایسا غوث ایک ایسا قطب بھیجیں گے دنیا میں
جو ساری اُمّتِ محبوب میں محبوبِ سبحاں ہو

غرض پھر دہر میں اللہ کا چاہا ہوا آیا — یتیموں اور غریبوں کیلئے اک آسرا آیا

ہوئی آسان ہر عارف کی راہِ منزلِ عرفاں — وہ صادق راہبر آیا وہ کامل رہنما آیا

حسینِ ایسا حسینانِ ازل میں جسکا شہرہ ہے — بشانِ دلبری آیا بشانِ دلربا آیا

منور ہو گیا ہے آج ایوانِ طریقت بھی — وہ شمعِ لم یزل آئی وہ خورشیدِ وفا آیا

رسالت کی نیابت کیلئے جنکو چنا حق نے — وہ ہمدردِ غریباں نائبِ خیر الوریٰ آیا

وہ جس نے جان ڈالی پیکرِ دینِ الٰہی میں — وہ فخرِ ابنِ مریم طرفہ تر معجز نما آیا

وہ غوثِ دین و ایماں قبلۂ حاجاتِ ایمانی — وہ خضرِ راہِ عرفاں رہبرِ راہِ ہدیٰ آیا

سکھائے جس نے اسرارِ ازل تخلیقِ عالم کو — وہ استادِ سبق آموزِ منشاءِ خدا آیا

کیا واقف اک عالم کو رموزِ فقرِ فخری سے — وہ حق آگاہ علمِ نکتۂ صبر و رضا آیا

مٹا کر اپنی ہستی جس نے کی شانِ بقا حاصل — وہی اب رہنمائے منزلِ راہِ فنا آیا

عطا کی دولتِ ایماں دوبارہ جس نے دنیا کو — وہ شاہِ قوی سخا آیا وہ شاہِ ذی عطا آیا

وہ عبدِ قادر و ذی اقتدار و صاحبِ قدرت — جمالِ مصطفیٰ و نورِ چشمِ مرتضیٰ آیا

پہنچ جائیگی کشتی امتِ عاصی کی ساحل تک — وہ نوحِ اولیا بنکر جہاں میں ناخدا آیا

دیا عرفان عارف کو ولایت ہر ولی کو دی — خدا کی نعمتیں ہر مستحق کو بانٹتا آیا

شہنشاہِ ولایت زیر و عظمت بار کیا کہئے — ترا آنا زمانے بھر پہ احسانِ خدا آیا

وہ سلطانِ گدا پرور جمالِ فقر کا مظہر — امیرِ کشورِ دین کعبۂ اہلِ صفا آیا

نمایاں ہے نبی صلعم حسن ہے جسکی سیرت میں — وہ جسکے ملک میں صبرِ شہیدِ کربلا آیا

ازل ہی سے ضیائے کحلِ مازاغ البصر لیکر
وہ نورِ دیدہ ہائے اولیا و اصفیا آیا

زمین و آسماں پر اب منائی جائینگی خوشیاں
وہ غوثِ بیکساں آیا وہ قطبِ وقت سر آیا

ادب سے گردنیں جھکنے لگیں اللہ والوں کی
جہاں میں نورِ چشمِ تاجدارِ علی آیا

کھلے دیکھے جو قصرِ غوثیت کے ہم نے در وا سے
سلامِ شوق یوں لب پر بطرزِ التجا آیا

سلام اے جانِ حیدر شبر و شبیر کے جانی
سلام اے فاطمہ کے لال اے محبوبِ سبحانی

سلام اے وجہِ اعزازِ دو عالم شاہِ جیلانی
سلام اے فخرِ آدم فخرِ عالم فخرِ انسانی

سلام اے رازدارِ ہست و بود عالمِ امکاں
سلام اے واقفِ اسرار رازِ باقی و فانی

سلام اے قہرمانِ فرمائے سر بر کشورِ گیتی
سلام اے شاہِ ملکِ دل باندازِ جہانبانی

سلام اے شمعِ بزمِ قصرِ حسنِ اسوۂ احسن
سلام اے تابشِ خورشیدِ افلاکِ صمدانی

سلام اے تابِ دُرِّ بے بہائے قلزمِ ہستی
سلام اے اولینِ موجِ دریائے عرفانی

سلام اے فخرِ موسیٰ رہبرِ طورِ خدا جویاں
سلام اے خسروِ اقلیمِ خوباں یوسفِ ثانی

سلام اے تاجدارِ دین و دنیا شاہِ درویشاں
سلام اے ظلِ رحمت رحمتِ حق لطفِ ربانی

سلام اے جلوہ بار جلوۂ حسنِ ازل آں را
سلام اے مرکزِ انوار و عکسِ نورِ ایمانی

سلام اے باعثِ تنویرِ ظلمت خانۂ عالم
سلام اے جلوۂ نورِ بصیرت غیرِ امکانی

سلام اے سرمۂ چشمِ حقیقت خاکِ نقشِ پا
سلام اے نامِ نامی برکتِ الطافِ رحمانی

سلام اے سروِ گلزارِ طریقت قامتِ زیبا
سلام اے نغمہ سنجِ گلشنِ فردوسِ رحمانی

سلام اے آئینہ دارِ جمالِ خالقِ یکتا
سلام اے رشکِ انورِ جلوۂ انوارِ یزدانی

سلام اے حاملِ حسنِ صفاتِ خلقِ پیغمبر
سلام اے وارثِ رعب و جلالِ شیرِ یزدانی

سلام اے حاملِ نورِ قدومِ جانِ دو عالم
سلام اے طلعتِ صبحِ ازل شمعِ شبستانی

سلام اے وارثِ علمِ نبی فقرِ شہِ مرداں
سلام اے رونقِ بزمِ جنیدی شبلیِ ثانی

سلام اے شارحِ رازِ حدیثِ احمدِ مرسل
سلام اے نکتہ دانِ مقصدِ آیاتِ قرآنی

سلام اے ماہرِ اشارۂ ہمت عالمِ ظاہر
سلام اے واقفِ سرِ رموزِ رازِ پنہانی

سلام اے ناطقِ نطقِ حدیثِ مصحفِ ناطق
سلام اے ناشرِ جوہرِ حکمتِ پیغامِ ربانی

سلام اے حسنِ ایقاں نورِ ایماں نیرِ عرفاں
سلام اے قطبِ ربی غوثِ دوراں مطلعِ یزدانی

سلام اے کعبۂ پاکاں سلامت قبلۂ ایماں
سلام اے سرورِ ذیشاں نصیبے تشنہ لب ارزانی

سلامِ قائلِ مہجورِ حسن استجابت ہو
قبولِ بارگاہِ غوث یہ نذرِ عقیدت ہو

یا غوث کسی مظلوم نے جب مشکل میں تمہارا نام لیا
اس شانِ جلالت کے صدقے اس گرتے ہوئے کو تھام لیا

اے کشتۂ الفت صد رحمت جینے کا نہ تو نے نام لیا
عالم کو دکھائی شانِ بقا کیا ذوقِ فنا سے کام لیا

تسنیم کے اور کوثر کے مزے دنیا میں وہ لوٹے بیٹھے ہیں
اس میکدۂ جیلانی سے جن بادہ کشوں نے جام لیا

اک ہم ہیں کہ ہم نے خالق سے جنت مانگی کوثر مانگا
اک تم ہو کہ تم نے خالق سے عرفان لیا اسلام لیا

وہ تم نے دکھائی شان عطا بخشے گئے سارے جرم خطا
محشر میں تمہاری الفت کا اللہ سے یہ انعام لیا

ممنون ہیں اسکے جن و بشر سب کہتے ہیں جسکو غوث کا در
کونین میں تم نے اے قاتل سرچشمہ فیض عام لیا

جس کو بھی توجہ سے دیکھا نظروں سے مسخر اسکو کیا
یہ کام تمہیں نے اے قاتل بے خنجر و بے صمصام لیا

عیدی بارگاہ غوث الاعظم

یا شہ بغداد و جیلاں آج روز عید ہے
یا شہ اقلیم عرفاں آج روز عید ہے

آپ کے در کا بھکاری مانگتا ہے آپ سے
میرے مولا میرے سلطاں آج روز عید ہے

ہو عطا مجھ کو بھی اک جام حیات سرمدی
اے محی الدین دایماں آج روز عید ہے

آپ کے در سے عطا ہوتی ہیں سب کو نعمتیں
مظہرِ اوصاف رحماں آج روزِ عید ہے

عید کی سب کو خوشی مجھ کو خوشی ہے دید کی
دید ہو تو پھر کہوں ہاں آج روزِ عید ہے

دیکھتا ہوں جلوہ فرما گوشۂ دل میں تمھیں
اس لئے کہتا ہوں ہاں ہاں آج روزِ عید ہے

ذرّہ ذرّہ سے چمک اٹھی ہیں خوشیاں عید کی
اے مہِ انوارِ تاباں آج روزِ عید ہے

اور تو اپنی تمنّائیں کہوں کیا آپ سے
مجھ کو ہو جانے دو قرباں آج روزِ عید ہے

آج ہر مومن کے گھر میں عید مہماں ہوگئی
آپ ہوں قاتل کے مہماں آج روزِ عید ہے

شاہ دنیا و دیں محی الدین
مہر و ماہِ مبیں محی الدین

آپ سن لیں کہیں محی الدیں
داستانِ حزیں محی الدیں

اپنے جد کے امیں محی الدیں
محی الدین مبیں محی الدین

اب میں فریاد جا کروں کس سے
کوئی سنتا نہیں محی الدین

آج آسان میری مشکل ہو — کوئی مشکل نہیں محی الدین
اک بھکاری پکارتا ہے تمہیں — کیا سُنا ہی نہیں محی الدین
اس زمیں پر اس آسماں کے تلے — تم سا قادر نہیں محی الدین
میرے ایماں میں تازگی دیدو — تاجدارِ یقیں محی الدین

کون ہے دستگیر قاتل کا
بس تمھیں ہو تمھیں محی الدین

آسمانِ سخا محی الدین — آفتابِ عطا محی الدین
مرحبا مرحبا محی الدین — یعنی ٹل سے ٹلے محی الدین
آپ سُننا کہ اب پکاریگا — اک مصیبت زدہ محی الدین
محی اُمت کہا نہ کیوں میں نے — میں نے کیوں کہہ دیا محی الدین
یاد کرتا ہے نام لے لے کر — غم کا مارا ہوا محی الدین
آگئے آگئے مدد کے لیے — جب کسی نے کہا محی الدین
ہجر میں آہ تک کی میں نے — درد سہتا رہا محی الدین
بد سے بدتر ہوا ہے حال مرا — آپ دیکھیں ذرا محی الدین

اب تو قاتل کی غیر حالت ہے
لو خبر جلد یا محی الدین

نظمِ جلوسِ غوثِ پاک

اے جلوسِ شاہِ جیلاں اے جلوسِ غوثِ پاک
تیرا شیدا ہر مسلماں اے جلوسِ غوثِ پاک

ہیں غریبوں کی دعائیں تیرے حق میں رات دن
تیری رونق ہو فراواں اے جلوسِ غوثِ پاک

تیرے دینے پر ہے تیرے مانگنے والوں کو ناز
بانٹ دے خیراتِ جیلاں اے جلوسِ غوثِ پاک

ہے یہ تیری دید کا دن یا ہے میری عید کا
اے کراچی بھر کے مہماں اے جلوسِ غوثِ پاک

شوق چہروں پر نمایاں ذوق سینے میں نہاں
الغرض ہر اک ہے شاداں اے جلوسِ غوثِ پاک

سال بھر دل میں تمنا بن کے رہ جاتا ہے تو
ہے ترا آقا کا یہ احساں اے جلوسِ غوثِ پاک

نظم جلوسِ غوثِ پاک

یوں لئے پھرتا ہوں ارمانِ جلوسِ غوثِ پاک
آنکھ مضطر دل پریشانِ جلوسِ غوثِ پاک

لب پہ ہے یا غوث آنکھوں میں تری دل میں کھٹک
مختصر سا ہے یہ سامانِ جلوسِ غوثِ پاک

اس سے دنیا کی عقیدتمندیاں وابستہ ہیں
اس قدر پھیلا ہے دامانِ جلوسِ غوثِ پاک

آسمانِ پیر تجھ کو دید کا ارمان تھا
دیکھ کتنے ہیں جوانانِ جلوسِ غوثِ پاک

مومنوں میں ہر طرف اعلانِ رحمت ہو گیا
یعنی یہ ہے صدقۂ شانِ جلوسِ غوثِ پاک

آسماں سر پر اٹھا لو نعرۂ یا غوث سے
دیکھتے کیا ہو جوانانِ جلوسِ غوثِ پاک

دیکھ قائل بادۂ بغداد کی رنگت تو دیکھ
جھومتے پھرتے ہیں مستانِ جلوسِ غوثِ پاک

کرم کی نظر ہو اگر غوثِ اعظم — تو شاداں ہوں عمر بھر غوثِ اعظم

کوئی نیرِ دین کہتا ہے تم کو — کوئی کہہ رہا ہے قمر غوثِ اعظم

مرے صبر اور ضبط کی انتہا ہے — ذرا جلد لیجے خبر غوثِ اعظم

کرم کے دھنی اب کرم کی نظر ہو — میں مدت سے ہوں منتظر غوثِ اعظم

تمہاری عنایت کا بھوکا ہوں شاہا — یہ کاسہ مرا دیجیے بھر غوثِ اعظم

مصیبت زدہ ہوں بلائیں ہیں پیچھے — بتاؤ کہ جاؤں کدھر غوثِ اعظم

ترے آستانہ پہ سر رکھ کے کہہ دوں — پھرے کون اب دربدر غوثِ اعظم

قسم ہے مصیبت کا مارا ہوا ہوں — نہیں ہے کوئی چارہ گر غوثِ اعظم

خود آکر مری حالتِ زار دیکھو — فلک بھی ہے بیدار پر غوثِ اعظم

مصیبت میں آفت میں غربت میں قاتل
نہیں کوئی حامی مگر غوثِ اعظم

صفاتِ مصطفےٰ ہو مظہرِ خیر الوریٰ تم ہو
الا یا سیدی نورِ نگاہِ مرتضیٰ تم ہو

شہنشاہِ ولایت ہو شہریارِ ولا تم ہو
سریر آرائے قطبیت شہِ غوث الوریٰ تم ہو

ہزاروں بار جس کی سن چکے ہیں آپ فریادیں
وہی آفت زدہ میں ہوں شہِ حاجت روا تم ہو

مری مشکل میں کام آؤ مجھے غم سے چھڑا جاؤ
میں مشکل میں پھنسا ہوں اور میرے مشکل کشا تم ہو

ہوائیں بھی مخالف اور طوفاں خیز موجیں بھی
مری ٹوٹی ہوئی کشتی ہے جس کے ناخدا تم ہو

تم ان میں ہو بشارت جن کی دی شاہ دو عالم نے
حدیث پاک شاہد ہے کمثل الانبیاء تم ہو

تمہاری ذات اقدس کیلئے اتنا ہی کہتا ہوں
کسی کی آرزو تم ہو کسی کا مدعا تم ہو

تمہیں آسان ہے مردہ دلوں کا زندہ کر دینا
محی الدین محی الدین پاکِ مصطفےٰ تم ہو

کوئی مانے نہیں مانے مگر قاتل یہ کہتا ہے
جہاں غوثیت کے چاند کی نور ضیا تم ہو

اے فلک آستاں معین الدین
صاحبِ عزوشاں معین الدین

صدرِ بزمِ شہاں معین الدین
شاہِ ہندوستاں معین الدین

بادشاہ جہاں معین الدین

رہبرِ سالکاں معین الدین
افسرِ عارفاں معین الدین

سرورِ مقبلاں معین الدین
اکملِ کاملاں معین الدین

میرِ ہر کارواں معین الدین

کب مری زندگی سنورتی ہے — میری تقدیر کب سدھرتی ہے
ایک مجھ پر ہی کیا گذرتی ہے — تم کو دنیا تلاش کرتی ہے

تم کہاں ہو کہاں معین الدین

شورشِ آہِ آتشیں سنئے — داستانِ دلِ حزیں سنئے
میری فریاد یا معین سنئے — آپ میری اگر نہیں سنتے

پھر میں جاؤں کہاں معین الدین

منبعِ فضلِ ربِّ اکبر ہے — معدنِ جود و فیض مظہر ہے
یعنی لطف و کرم کا مصدر ہے — بیکسوں کے لئے یہی در ہے

چارۂ بیکساں معین الدین

درد کا چارہ ساز کہتے ہیں — نازِ اہلِ نیاز کہتے ہیں
صاحبانِ مجاز کہتے ہیں — تم کو بیکس نواز کہتے ہیں

اے معینِ جہاں معین الدین

لطف و اکرام کی نہیں ہے حد — کی نہیں جاتی التجا کوئی رد
سب کو ملتی ہے دولتِ سرمد — اہلِ مقصد کا کعبۂ مقصد

ہے ترا آستاں معین الدین

دل مرا سوزِ غم سے جلتا ہے — درد سے شمع ساں پگھلتا ہے
منہ سے علوی یہی نکلتا ہے — اک جہاں آستاں پہ پلتا ہے

جائے قائل کہاں معین الدین

سخی سرکار والے ہو بڑے دربار والے ہو
عطائے احمدِ مختار ہو مختار والے ہو
گُل باغِ علی ہو رنگ و بوئے گلشنِ زہرہ
زمانہ جانتا ہے سید ابرار والے ہو
چکھا دیتے ہو دم بھر میں مئے عرفاں کے پیالوں سے
تمہارا میکدہ ہے خانۂ خمار والے ہو
نہ آتے تم تو یہ ڈنکا نہ بجتا ہند میں ہرگز
تمہارا ہاتھ سیف اللہ ہے تلوار والے ہو
تمہاری آمد آمد سے مٹی ہے کفر کی ظلمت
دُرِ بحرِ یمن ہو تم سمندر پار والے ہو
غمِ دُنیا غمِ عقبیٰ سے تم کو کیا غرض قاتل
تمہارا ہے کوئی غمخوار تم غمخوار والے ہو
ہر سمت دیکھتا ہوں نورِ ضیائے خواجہ
صلِ علیٰ یہ حسنِ ذوقِ لقائے خواجہ
ہیں میرے دیدہ و دل جادہ سرائے خواجہ
جاں ہے نثار خواجہ دل ہے فدائے خواجہ
جب تک نہ تھی ضرورت خواجہ حجاب میں تھے
جب آپڑی ضروت تشریف لائے خواجہ

لختِ دلِ جنابِ مشکل کشا کا صدقہ
یارب تو رحم فرما مجھ پہ برائے خواجہ

ممکن نہیں کہ بھٹکے مستانۂ طریقت
نقش و نشانِ منزل ہے نقش پائے خواجہ

ہستی کی ظلمتوں میں یہ ہے چراغ رہبر
دل میں لئے ہوئے ہوں داغِ ولائے خواجہ

ان مے پرستیوں پر صدقے ہے زہد و تقویٰ
میں نے پیا ہے ڈٹ کر جامِ ولائے خواجہ

شاہوں کو رشک میری قسمت پہ کیوں نہ آئے
حق نے بنا دیا ہے مجھ کو گدائے خواجہ

ایماں و دیں تصدق ان دل نوازیوں پہ
میں نے جہاں پکارا تشریف لائے خواجہ

صادق ہے جذب دل تو مٹ جا رہِ طلب میں
کانوں میں آ رہی ہے پیہم ندائے خواجہ

قائلؔ ہیں حسنِ حق کی ہر شان پر ہوں شیدا
میں ہوں فدائے خواجہ دل ہے فدائے خواجہ

اے نورِ نگاہ شاہِ امم سلطان علاؤالدیں صابر
اے جاں سخا اے رشح کرم سلطان علاؤالدیں صابر

ہو جس پہ عطا کی ایک نظر مقبول جہاں وہ خادمِ در
مشہور زمانہ جود و کرم سلطان علاؤالدیں صابر

دکھ کتنے سہوں کتنے نہ سہوں گنتی بھی نہیں کس کس کو کہوں
دس بیس نہیں سو لاکھ ہیں غم سلطان علاؤالدیں صابر

پر نور ہیں سب دشت و صحرا ہر چیز یہاں کی کیف افزا
کلیر ہے کہ ہے گلزار ارم سلطان علاؤالدیں صابر

کس شے کی خزانوں میں ہے کمی بھر دیجے مری خالی جھولی
محتاج ہوں یا شاہِ عالم سلطان علاؤالدیں صابر

کیا لیکے نہ جائیں مراد اپنی کیا آج نہ پائیں داد اپنی
اے چشت کی بہار جانِ عالم سلطان علاؤالدین صابر

صہبائے محبت پیتا ہے اس شغل میں فائق جیتا ہے
اللہ کرے ہو کیف نہ کم سلطان علاؤالدیں صابر

یہ منقبت ہوائی جہاز میں سفر کرتے ہوئے ارشاد فرمائی ہے

مری خلقت کا ہر ذرہ ہوا میں اڑ کے آیا ہے
فضا کہتی ہے حاجی پیر نے مجھ کو بلایا ہے

در دولت پہ کب یہ قافلہ بے وجہ آیا ہے
تمنا کوئی لایا ہے کوئی ارماں لایا ہے

میں اس قادر کا کہلاتا ہوں جس نے اپنی قدرت سے
تمہیں مولا بنایا ہے مجھے بندہ بنایا ہے

بھرے دربار میں سرکار خالی ہاتھ آیا ہوں
محبت کھینچ لائی ہے عقیدت لیکے آیا ہے

بڑی ذرہ نوازی ہے بڑے الطاف ہیں جس کے
اُس اخلاقِ مجسم کے درِ اقدس پہ آیا ہے

زمانے کی مرادیں بھرنے والے کیا کہوں تجھ سے
خبر ہے کون آیا اور کیا ارمان لایا ہے

سخی سمجھا ہے تجھ کو سامنے در کھٹکھٹاتا ہوں
زمانے بھر کی جو مجبوریوں کو ساتھ لایا ہے

لئے بیٹھے ہو دولت جس شہ بغداد جیلاں کی
اسی کا اک غلام کمترین چوکھٹ پہ آیا ہے

مقدر میں اگر لکھا نہیں ہے کچھ تو اب کہہ دو
یہ نائل آپ سے قسمت بدلوانے کو آیا ہے

چلا جب دو قدم تو رک گئی گردش زمانے کی
تعالیٰ اللہ کتنی منزلت ہے آستانے کی

سخاوت اسقدر مشہور ہے اس آستانے کی
کہ للچائی نگاہیں پڑ رہی ہیں اک زمانے کی

ان الطاف اور ان اکرام کا ہو شکریہ کیونکر
مجھے توفیق بخشی آپ نے منت بڑھانے کی

عطا فرمایئے وہ بھی تمنا جس کی دل میں ہے
مرادیں پوری ہوتی دیکھتا ہوں اک زمانے کی

جو اک دو حسرتیں ہوتیں تو میں خاموش ہو جاتا
مگر میں آرزوئیں ساتھ لایا ہوں زمانے کی

کوئی کچھ لیکے جاتا ہے کوئی کچھ لیکے جاتا ہے
میں لیجاتا ہوں ساتھ اپنے عقیدت آستانے کی

پھر اپنے خانہ ماں در کو کیوں مجبور رکھا ہے
ہے روشن آپ پر مولا جو حالت ہے زمانے کی

میں ان کا واسطہ دیتا ہوں جن کا واسطہ تم ہو
یہی ہیں آخری گھڑیاں مرے غم کے ترانے کی

یہ دونوں آرزو لیکر رہوں میں تا بکے زندہ
مدینے کی اک حسرت اور اک بغداد جانے کی

بہت بے چین آیا ہوں بہت ارمان لایا ہوں
عقیدت کھینچ لائی ہے مجھے اس آستانے کی

نہ جانے پھر بھی مجھکو اس طرف جانا ہی پڑتا ہے
طلب خود وجہ بنجاتی ہے اُنکے در پہ جانے کی

کوئی دیکھے تو اس جذب و کشش کا کیا ٹھکانا ہے
ہر اک شے میں نظر آتی ہے صورت آستانے کی

کُھلے بندوں جو کہنا ہے وہ کہدے آستانے پر
ضرورت کیا ہے اے قاتلؔ تجھے حیلے بہانے کی

ضیائے راجپوتانہ ضیاء الدین جے پوری
ملے اک جام مستانہ ضیاؔ الدین جے پوری

بہم ہے فیض کا عالم مٹائے سیکڑوں کے غم
دکھایا لطف شاہانہ ضیاؔ الدین جے پوری

کسی مقصد سے آیا ہے کوئی امید لایا ہے
یہ دیوانوں کا دیوانہ ضیاؔ الدین جے پوری

زمانہ بھر کی سُننے ہو مری بھی عرض سُن لیجے
ہے اک پُر درد افسانہ ضیاؔ الدین جے پوری

مری مشکل نہیں مشکل نہو آساں جو اس در پر
یہ ہے دربار شاہانہ ضیاؔ الدین جے پوری

تمہارا آستاں ڈھونڈا تمہارا آسرا پکڑا
رہوں کب تک میں بیگانہ ضیاؔ الدین جے پوری

تو پھر کیا دیر ہے کیوں عرض بعری کی نہیں جاتی
دکھا دو شانِ شاہانہ ضیاؔ الدین جے پوری

شکایت ہے نہ شکوہ ہے فقط عرضِ تمنا ہے
ہے اک عرض غلامانہ ضیاؔ الدین جے پوری

جو کوئی سُن نہیں سکتا جو کوئی کہہ نہیں سکتا
وہ ہے قاتلؔ کا افسانہ ضیاء الدین جے پوری

منقبت حضرت مولانا سیدنا شیخ العارفین شاہ محمد مخلص الرحمٰن
ملقب بہ جہانگیر شاہ رحمۃ اللہ علیہ مرزا کھیل چاٹگام

نیرِ عرفاں ہے وصفِ شانِ شیخ العارفین　　مشرقِ ایماں رخِ تابانِ شیخ العارفین

کب کوئی توصیف ہے شایانِ شیخ العارفین　　نطق ہے بالا شرحِ شانِ شیخ العارفین

دونوں عالم ہو گئے قربانِ شیخ العارفین　　مرحبا حسنِ رخِ تابانِ شیخ العارفین

اپنے لطفِ خاص سے حق نے وہ دل بخشا مجھے　　جاگزیں جس دل میں ہے ایمانِ شیخ العارفین

دیدۂ پُر شوق محوِ آرزوئے شوقِ دید　　دل اسیرِ کاکلِ پیچانِ شیخ العارفین

ہمسرِ اوجِ سما یا ہمسرِ عرشِ علیٰ　　کیا کہوں میں رفعتِ ایوانِ شیخ العارفین

باعثِ برکت ہے خاصگانِ ایزدی　　ابرِ رحمت گوشۂ دامانِ شیخ العارفین

حق سے پاتے ہیں حقیقت میں حیاتِ سرمدی　　کشتگانِ خنجرِ مژگانِ شیخ العارفین

میں ہوں قائل نغمہ سنجِ گلستانِ منقبت
کہتے ہیں سب طوطیِ لبانِ شیخ العارفین

منقبت حضرت مولانا سیدنا فخر العارفین شاہ عبد السبحان رحمۃ اللہ علیہ
مرزا کھیل چاٹگام

مایۂ نازِ جہاں سلطان فخر العارفین　　رازدارِ کن فکاں سلطان فخر العارفین

ہادیٔ ہر دو جہاں سلطان فخر العارفین　　واقفِ کون و مکاں سلطان فخر العارفین

معرفت کو آپ نے یا محی زندہ کر دیا — اسمیں کیا شک کیا گماں سلطان فخر العارفین

نجم بنگالہ ہیں آپ ورد ہ مرزا کھیل تشریف — نیّرِ ہندوستاں سلطان فخر العارفین

آپ ہیں شاہ جہانگیر اور جانے کیا ہیں آپ — برتر از وہم و گماں سلطان فخر العارفین

غوث مرزا کھیل ہی کیا ہیں شہِ بنگال کے — غوث بھی شہِ جہاں سلطان فخر العارفین

وہ زمیں جس پر قدم رکھا خرام ناز سے — بن گئی ہے آسماں سلطان فخر العارفین

ہو جہانگیر و جہاندار جہانِ معرفت — بلکہ ہو جانِ جہاں سلطان فخر العارفین

ذاتِ اقدس آپ کی مجموعۂ کل اولیا
ہے یہ قائل کا بیاں سلطان فخر العارفین

منقبت حضرت مرشدنا محمد نبی رضا شاہ رحمت اللہ علیہ

لکھنوی۔ صدر بازار لکھنؤ

اے واقفِ رازِ راہ ہدیٰ اسرار کے محرم شاہِ رضا
اے مرشدِ پاکاں شاہ رضا اے رہبرِ عالم شاہِ رضا

ہو وصف تمہارا کس سے بیاں مدحت میں مری قاصر ہے زباں
اے حسن سراپا حسنِ قدم اے حسنِ مجسّم شاہِ رضا

امداد مریدوں کی کیجے اب ان کو سہارا دیجے
اب انکی خبر جلدی لیجے ہے وقت بہت کم شاہِ رضا

ہر شمع کے کچھ پروانے ہیں ہر ساقی کے کچھ مستانے ہیں
ہم آپ ہی کے دیوانے ہیں اے نورِ مجسم شاہِ رضا

ہو گی نہ توجہ اس پہ اگر ہو جائے گی دُنیا زیر و زیر
شیرازہ عالم دم بھر میں ہو جائیگا برہم شاہ رضا

قاتلؔ پہ نگاہ لطف و عطا قاتل کو صلائے جود و سخا
قاتلؔ کے مربی شاہ رضا قاتل کے مکرم شاہ رضا

رُباعی

رونقِ ماہِ عید صلِ علی
نازشِ ہر مرید صلِ علی
ایک تو عید کی خوشی قاتلؔ
اس پہ پھر انکی دید صل علی

منقبت حضرت مرشدنا شاہ محمد عبدالشکور رحمۃ اللہ علیہ

پی کے میخانے سے ہم جام شکور آئے ہیں
میکشو آج بڑے کیف و سرور آئے ہیں
پتے پتے پہ چمن کے ہیں بہاریں رقصاں
نغمہ سنجی پہ جو گلشن میں طیور آئے ہیں
آئے بیمار کی بالیں پہ مسیحائے زماں
یا کلیم آج سر وادی طور آئے ہیں
مجھ سے پوچھا جو صبا نے یہ خوشی کیسی ہے
تو اسے میں نے بتایا کہ حضور آئے ہیں
ایک میں ہی نہیں گلہائے چمن کا گلچیں
ہاں مگر کچھ مرے حصہ میں ضرور آئے ہیں
کہاں لاہور کہاں شہر سکندر آباد
کتنی منزل سے شہنشاہ غیور آئے ہیں

عید سے پہلے ہی عید آئی جہاں میں قاتلؔ
ماہِ عید آیا ہے یا شاہ شکور آئے ہیں